www.emarsiya.com

آئینۂ شہادت

مرثیہ در حالات شہادت فرزند رسول الثقلین شہید دشت نینوا

امام حسین علیہ السلام

از نتیجۂ فکر بلند

عالیجناب خاں صاحب "نواب جعفر علیخاں" صاحب بی اے اثر لکھنوی ڈپٹی کلکٹر

حسب فرمائش

جناب سید شرافت حسین صاحب (علیگ) رئیس و آنریری مجسٹریٹ و اسسٹنٹ کلکٹر

قصبہ پہانی ضلع ہردوئی

مرتبہ

جناب سید نواب علی صاحب سفیر سندیلوی

مطبوعہ الواعظ صفدر پریس لکھنؤ

www.emarsiya.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئینہ شہادت

گذشتہ عشرہ محرم ۱۳۵۴ھ میں جناب خانصاحب نواب مرزا جعفر علی خانصاحب بی اے اثر لکھنوی ضلع ہردوئی میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ قبل عشرہ محرم جناب سید شرافت حسین صاحب زیدی علیگ آنریری مجسٹریٹ و اسسٹنٹ کلکٹر قصبہ بہانی کی فرمائش اور اصرار پر ممدوح نے اپنی دنیائے شاعری میں پہلے پہل یہ مرثیہ کہا اور ۶ محرم ۱۳۵۵ھ میں خود بمقام بہانی تشریف لا کر وقف سرکار حسین کی بنا کردہ مجلس میں پڑھا۔ جو ہر حیثیت سے مقبول ہوا۔ اس مقبول مرثیہ کی یادگار کیلئے مکرمی شرافت حسین صاحب نے میرے سپرد یہ خدمت کی کہ میں اس مقبول مرثیہ کو مختصر تبصرہ کیساتھ طبع کرادوں تاکہ قصبہ بہانی کی مجلس کی یادگار میں جناب اثر کا مقبول کلام باعث فیض عام ہو۔ لہذا موضوع کلام کے لحاظ سے اس مرثیہ کا نام آئینہ شہادت رکھا گیا۔ جو مندرجہ ذیل مختصر تبصرہ کیساتھ پیش ہے۔

جناب اثر اور مرثیہ

عالیجناب خانصاحب نواب مرزا جعفر علی خانصاحب اثر لکھنوی کی ذات والا صفات دنیائے شاعری میں تعارف سے بے نیاز ہے۔ آپ ایک فاضل گریجویٹ اور گورنمنٹ سروس میں ایک ممتاز عہدہ (ڈپٹی کلکٹری) پر فائز ہیں۔ آپکو شاعری کا شوق لڑکپن ہی سے ہے اور خداداد ذہانت کے مالک ہیں۔ آپ میں ادبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ مملکت شاعری میں جناب اثر نے اپنے مخصوص رنگ تغزل کا سکہ دلوں پر جما دیا۔ ایک مبسوط دیوان غزلیات "اثرستان" عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے جس سے جناب اثر کی زور طبیعت کا پتہ چلتا ہے۔ مگر ہمکو اس وقت جناب اثر کے تغزل پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ آج ہم ایک مرثیہ پیش کرتے ہیں جو جناب اثر کے

www.emarsiya.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرثیہ

اے خامۂ رنگیں رہِ مدحت میں رواں ہو — اے طبعِ رسا محملِ لیلائے بیاں ہو
اے شاہدِ معنی ادب آموزِ زباں ہو — اے معجزۂ نطق پھر اک بار عیاں ہو
لب پر جو سخن آئے دمِ جوشِ فصاحت
دُردانہ بنے بہرِ بنا گوشِ فصاحت

ہر لفظ شگفتہ ہو گلِ نیلوفری کا — ہر بیت میں ہو عطرِ نسیمِ سحری کا
یہ رنگ ہر اک بند کی ہو جلوہ گری کا — بیٹھا رہے خورشید لیے تاجِ زری کا
یوں مست کرے نکہتِ آوارہ سخن کی
پھولوں میں بسی جیسے ہوا صحنِ چمن کی

صہبائے سخن ہوش سے بیگانہ بنا دے — خمخانۂ تخیل کا دیوانہ بنا دے
دیوانِ فصاحت کو پریخانہ بنا دے — ہر بات کو افسانہ در افسانہ بنا دے
شیریں سخنی ایسی ہر اک دل کو لبھائے
سننے کیلئے جان درِ گوش تک آئے

پھر روح فصاحت کی پھونکے نظم کے تن میں — پھر فصلِ بہار آئے خزاں دیدہ چمن میں
تاثیر ہو پیدا دمِ عیسیٰ کی سخن میں — کھل اٹھیں نظر باز جو ہیں نقد کے فن میں
کیا بندشِ الفاظ ہے کیا حسنِ ادا ہے
جدت بھی ہے ندرت بھی ہے اور اس پہ مزا ہے

www.emarsiya.com

ہنستا ہوا اک پھول ہے تقریر تو دیکھو
دل کھینچتی ہے شوخی تحریر تو دیکھو
الفاظ مین جذبات کی تصویر تو دیکھو
سو حسن سے اک بیت کی تعمیر تو دیکھو
ہر بار نئی آن ہے سو بار نظر کی
معشوق ہے چنچل کہ طبیعت ہے اثر کی

تزئین عروسان چمن شعر اگر ہے
گلگونہ رخسار پری مصرعہ تر ہے
یہ کیف ہے یہ جذب ہے یہ رنگ اثر ہے
خود عرض ہنر کیلئے بیتاب ہنر ہے
کہنے کو فقط بات ہے ہیرا ہے نہ موتی
ہیرا ہی نہ اس طرح چمکتا ہے نہ موتی

ہر چند نہین ہیچمدان شہر مین مجھ سا
رتبہ نہین اتنا بھی جو ہے خاک کا رتبا
شبیر کی ہے مدح سرائی کا جو سودا
تقریر مین انداز ہے کف موج روان کا
ڈوبی ہوئی ہے تیغ زبان آب گہر مین
انواع جواہر کے دفینے ہین نظر مین

ان رفعتون پر اشہب اندیشہ روان ہے
خورشید لگا ہوا ہے جہان سست عنان ہے
اتری ہوئی مریخ فلک کی بھی کمان ہے
کیوان کبھی ظاہر کبھی نظرون سے نہان ہے
ممدوح جو دلبند شہ عقدہ کشا ہے
یہ اوج غلامون کو ملا ہے

دعوائے سخن ہے نہ مجھے ناز سخن ہے
ترتیب سخن اور نہ پرواز سخن ہے
بیگانہ قواعد سے بھی انداز سخن ہے
بس ایک خلش زخمۂ زن ساز سخن ہے
کیا غم ہے اگر منزل مقصد سے جدا ہون
پامال جو راہین ہین وہ بچ بچ کے چلا ہون

www.emarsiya.com

اے ہرزہ سرا آگے نہ بڑھ حد ادب ہے — توفیق کا خواہاں ہو شہنشاہ عرب ہے
نکلے گا ترا کام اسی خاصہ رب سے — اک ربط مسبب کو ہمیشہ سبب سے
ہے راہ دم تیغ پہ آسان ہوئی
اک حسن سے طے مدح کا میدان ہوئی

اے مالک کل اے چمن آرائے دو عالم — ہے فضل ترا قہر پہ ہر بار مقدم
تجھ سا کوئی مونس ہے نہ ہمراز نہ ہمدم — قدرت ہے تجھے شاد ہو میرا دل پرغم
وہ پھول گلستان کرم سے عطا ہوں
جو زینت گلدستۂ ارباب عزا ہوں

کونین کا سردار حسینؑ ابن علیؑ ہے — سرچشمۂ انوار حسینؑ ابن علیؑ ہے
دانندۂ اسرار حسینؑ ابن علیؑ ہے — امت کا سپہدار حسینؑ ابن علیؑ ہے
مقدور کسے مدح امام دوسرا کا
حق یہ کہ وہ محبوب ہے محبوب خدا کا

یہ نام در روضۂ رضوان پہ لکھا ہے — پیشانی ہر کوکب تابان پہ لکھا ہے
خورشید کی اس لوح درخشان پہ لکھا ہے — آنکھیں ہوں تو ہر صفحۂ قرآن پہ لکھا ہے
طاعت سے ریاضت سے نہ احرام سے ہوگا
بس کام شفاعت کا اسی نام سے ہوگا

اس نام میں وہ دبدبۂ اوج و حشم ہے — خورشید کھلے سر ہے فلک سجدے کو خم ہے
اک غاشیہ بردار کے وہ خسرو جم ہے — جو بیش ہے ہر بیش مقابل میں وہ کم ہے
کس شان کے یہ عبد تھے قرآن سے پوچھو
ایمان کی جو بات ہے ایمان سے پوچھو

اس نام سے وابستہ ہوئی رحمت باری   وہ نامہ سیاہی ہے نہ فرد جس کی خواری
سرسبز ہے دین ضرب لگی کفر پہ کاری   اسلام کے گلشن میں چلی باد بہاری
تاراج خزاں اب یہ چمن ہو نہیں سکتا
افسانۂ شبیرؑ کہن ہو نہیں سکتا

یہ بعد نبی کفر کا میلان بڑھا تھا   اسلام فقط نام کو اسلام رہا تھا
ظاہر میں بہم صیغۂ اخوت کا پڑھا تھا   در پردہ ہر اک دشمن ارباب صفا تھا
قائل تھے خدا کے نہ مکافات عمل کے
بندے تھے فقط نفس کے یالات میل کے

کچھ لوگ تھے ایسے جنھیں تھا خوف خدا کا   واقف تھے کہ انجام ہے کیا حرص و ہوا کا
معلوم تھا رتبہ انھیں شاہ شہدا کا   معمول تھا یہ قول رسول دوسرا کا
دنیا کے حشم اور نہ اجلال کو مانو
قرآن کے پیرو ہو، مری آل کو مانو

گنتی کے یہ تھے، زر کے پرستار بہت تھے   یہ شاذ تھے اور غاصب و غدار بہت تھے
کم اہل ورع، اور بد اطوار بہت تھے   اس باغ میں گل نام کو تھے خار بہت تھے
پھر بھی یہ دبائے ہوئے تھے اوج یزیدی
آمادۂ پرخاش ہوئی فوج یزیدی

دھوکے سے ہدایت کے لیے کوفہ بلایا   پھر راہ میں اس خیر کو گمراہوں نے گھیرا
بیعت کا یزید ایسے نجس کا تھا تقاضہ   لاحول ولا، مانتے کیا سیّد والا
بے آب و غذا گو مع اطفال حرم تھے
لغزش نہ ہوئی پھر بھی، یہ اُنکے ہی قدم تھے

www.emarsiya.com

گذری شب عاشور قیامت کا دن آیا
فرزند پیمبرؐ کی شہادت کا دن آیا
جان بازوں کے اظہار شجاعت کا دن آیا
سرور کیلئے ایسی عبادت کا دن آیا

جو سجدہ معبود میں یوں سر کو جھکائے
رحمت بڑھے اور تاج شفاعت کا پہنادے

اے عیسیٰ اسلام ترے نام کے صدقے
اے زندۂ جاوید ترے کام کے صدقے
آغاز کے قربان ہوں، انجام کے صدقے
کس شان کا پیغام ہے، پیغام کے صدقے

محروم نہ ہوگا کبھی اب جوش نمو سے
ایمان کا چمن سینچ دیا تو نے لہو سے

اے فتح عظیم آیہ تابان شہادت
تجھ سے ہے شفق گون رخ ایمان شہادت
اللہ رے یہ ذوق فراوان شہادت
ہر تار رگ جان سے ہے رگ جان شہادت

اسلام میں اب تک ہے یہ دم خم ترے دم سے
ہو ہی چکا تھا ورنہ ہم آغوش عدم سے

تو گلشن تقدیس کا وہ سرو چمان ہے
پاکی ترا سایہ ہے صفا تیرا نشان ہے
اسلام کے پیکر میں تو ہی روح رواں ہے
اے مرکز تنویر ترا مثل کہاں ہے

حلقے میں لئے برق سر طور کی کرنیں
اک نقطے پہ کھنچ آئی ہیں سب نور کی کرنیں

اے جان وفا معنی و تفسیر شہادت
ہر قطرہ خون ہے ترا تصویر شہادت
جاگی ہے ترے فیض سے تقدیر شہادت
گذری ہے سر عرش سے توقیر شہادت

مشہور جہاں حسن گلو سوز ہے تیرا
اے شمع حرم شعلہ دل افروز ہے تیرا

www.emarsiya.com

ہر اشکِ عزا ہے درِ غلطان کے برابر
قیمت میں ہے اقلیم سلیمان کے برابر
تابش میں اگر مہرِ درخشان کے برابر
نزہت میں گلِ روضۂ رضوان کے برابر
للچائی ہوئی حور و ملائک کی نظر ہے
زہرا نے کیا پاک عجب پاک گہر ہے

گلشن میں زمانے کے گلِ تر نہیں ایسے
نہ کشتیٔ افلاک میں گوہر نہیں ایسے
جنت کے ریاحین معطر نہیں ایسے
اور ہوں بھی تو زنہار خوش اختر نہیں ایسے
جو اشک ہے وہ نور کے سانچے میں ڈھلا ہے
نذرانہ اسکی ہے جو گودی میں زہراؑ کی پلا ہے

فردوس کے پھولوں کی شمیم اس میں بسی ہے
کوثر کی چھلکی موجِ نسیم اس میں بسی ہے
کیفیتِ تسنیم و نعیم اس میں بسی ہے
پابند جو دنیا کے کلیم اس میں بسی ہے
اللہ ری فراوانیٔ سامانِ تجلی
اک برق ہے تابان تہِ دامانِ تجلی

یہ غم ہے وہ غم روح کی جس غم سے جلا ہے
یہ اشک ہیں وہ اشک جنان جنکا صلا ہے
پیرو ہو عمل میں بھی اگر دل سے ولا ہے
پرواز کا ہمت کو عجب درس ملا ہے
منزل کی طلب ہے تو قدم رکنے نہ پائے
باطل کے مقابل کبھی سر جھکنے نہ پائے

ہاں ساقیٔ میخانہ بہار آئی ہوئی ہے
ہر سمت دھواں دھار گھٹا چھائی ہوئی ہے
معشوق کی ہر زلف کہ بل کھائی ہوئی ہے
پینے پہ طبیعت مری لہرائی ہوئی ہے
قربان ترے آج اندھا دھند پلا دے
قید سبو و شیشہ و پیمانہ اٹھا دے

www.emarsiya.com

مشتاق بڑی دیر سے ہون جام کا ساقی — عاشق ہون ازل سے مین ترے نام کا ساقی
ہے شوق مجھے بادۂ گلفام کا ساقی — کافر ہون جو دھڑکا ہو کچھ انجام کا ساقی
بیتاب ہون اک ساغر سرشار عطا کر
تھوڑا سا خمار نگہ مست ملا کر

جس طرح جدا نالہ نہ ہو سینۂ نے سے — خالی نہ ہو پیمانۂ دل عشق کی مے سے
ایمن ہے گلستان ولا بہمن دے سے — یہ نشہ اترنے کا نہین ہر کسی شے سے
ہین اہل نظر کیلئے سب ہوش کی باتین
مجذوب کی باتین ہین کہ مے نوش کی باتین

بے ہوش مے عشق اگر ہوش مین آئے — ہر سانس کے ہمراہ لہو جوش مین آئے
اڑتی ہوئی مے ساغر مینوش مین آئے — جس طرح شفق پھولون کی آغوش مین آئے
یون شوق مین جب سجدۂ مستانہ ادا ہو
تا عرش علے غلغلۂ صل علے ہو

رہبر سوئے منزل دل دیوانہ ہے اپنا — ساقی کی ولا مشرب رندانہ ہے اپنا
فطرت جسے کہتے ہین وہ میخانہ ہے اپنا — خورشید کو شرمائے وہ پیمانہ ہے اپنا
کچھ دغدغۂ گردش ایام نہین ہے
تحریر ہے قسمت کی خط جام نہین ہے

یہ مے ہے وہ مے جو ہے خمیر بنی آدم — یہ مے ہے وہ مے جسکو ملک پیتے ہین ہر دم
یہ مے ہے وہ مے جس سے کہ ایمان ہو محکم — یہ مے ہے وہ مے جسکی طہارت ہے مسلم
خوشنودی خالق ہے تسلی ہے نبی کی
یہ مے ہے نہین الفت ہے حسینؑ ابن علیؑ کی

www.emarsiya.com

عاشور کے دن اور ہی نقشہ نظر آیا — ساقی جو ہمارا تھا وہ پیاسا نظر آیا
خورشید شرف خون میں ڈوبا نظر آیا — اک پھول تھا جو زخم سراپا نظر آیا
صد حیف عجب دور ہوا چرخ کہن کا
کونین کا مختار تھا محتاج کفن کا

اے چرخ دل آزار یہ کیسا ہے رویہ — دنیائے دنی دیکھ لیا تیر و تیرہ
کیوں قوم ہی اہل وفا کا ہے طریقہ — کب کی یہ عداوت تھی کہاں کا تھا یہ کینہ
آوارہ وہ ہو گرد غریبی میں ستم ہے
واللیل ہے جس زلف چلیپا کی قسم ہے

اے امت گمراہ یہ کیا بوالعجبی ہے — دلبند محمدؐ کا ہے اور تشنہ لبی ہے
ہر چند ہر اک واقف عالی نسبی ہے — تشنیع ہے توہین ہے اور بے ادبی ہے
بیعت کریں اک فاسق و فاجر کی یہ کد ہے
جور و ستم و جبر کی آخر کوئی حد ہے

راوی یہ بیان کرتا ہے تھا ظہر کا ہنگام — مارے گئے جب رن میں علی اکبر گلفام
ہلتی تھی زمیں خیموں کی برپا تھا وہ کہرام — شہ روتے نہ تھے دل تھا مگر صید تہ دام
فرماتے تھے کس وقت میں منہ موڑ گئے ہیں
جن پر تھا بھروسہ وہ ہمیں چھوڑ گئے ہیں

زینب کے تھے وہ بین کہ پھٹتا تھا کلیجا — فرماتی تھیں [illegible] ہے ہے وہ مرا نازوں کا پالا
سج دھج وہ نرالی وہ کھلا بند قبا کا — دستار سے وہ کاکل سرکش کا الجھنا
دیکھا بھی نہ جی بھر کے قضا آ گئی ہے ہے
[illegible]

www.emarsiya.com

لوگو کوئی دیکھے تو مرا لال کہاں ہے ۔ کب سے مہ کامل مری آنکھوں سے نہاں ہے
دم گھٹنے لگا تیرہ و تاریک جہاں ہے ۔ واقف ہیں بخوبی کہ پھوپھی کو خفقان ہے
پھر بھی وہ چھپاتے ہیں ہر اک بات کو مجھ سے
زلفیں بھی سنوروائیں نہ اب رات کو مجھ سے

نوشاہ بنیں گے مجھے کیا کیا تھی تمنا ۔ اس چاند سے مکھڑے پہ بندھا دیکھوں گی سہرا
ڈر تھا جو نظر کا تو نظر بھر کے نہ دیکھا ۔ دم توڑتے دیکھا انھیں تقدیر کا لکھا
میں جانتی تھی بیاہ رچانے کے یہ دن ہیں
معلوم نہ تھا برچھیاں کھانے کے یہ دن ہیں

ماتم ابھی خیموں میں تھا ہمشکل نبی کا ۔ جو بجنے لگا کوفیوں میں جنگ کا باجا
طبل و دہل و بوق و نفیری کا وہ غوغا ۔ وہ شور دماموں کا وہ تاشوں کا ٹکورا
پرسے کے عوض قہقہے تھے اہل دغا کے
یہ ماننے والے تھے رسول دوسرا کے

غصہ سے دمکنے لگا شبیرؑ کا چہرا ۔ زینبؑ سے کہا جاتے ہیں اے ثانی زہراؑ
یہ ظلم و ستم اب تو اٹھایا نہیں جاتا ۔ غیرت کو گوارا ہے نہ ہمت کو گوارا
امت کے لئے کون الم سہ نہیں سکتے
برتاؤ یہ اس قسم کا ہم سہ نہیں سکتے

روتی رہیں وہ اور یہ باہر نکل آئے ۔ اک صیحہ میں تا پشت فرس بر محل آئے
اب تک جو کمر میں تھے وہ ابرو پہ بل آئے ۔ آواز بن سعد کو دی لے سنبھل آئے
رہوار کی تیزی کا یہ نقشہ نظر آیا
گیتی کی طرح چلتے میں ٹھہرا نظر آیا

www.emarsiya.com

پہونچے شہ دین جب سپہ شر کے مقابل — فرمایا کدھر بھیاں ہے اے اُمت جاہل
کیوں چھوڑ کے حق شر کی بدی ہو گئے مائل — تقصیر مری کیا مرے آزار سے حاصل
کچھ خوف تمہیں داورِ محشر کا نہیں ہے
اللہ ذرا پاس پیمبر کا نہیں ہے

کہنے کیلئے غیب پہ ایمان بھی لائے — جو کفر کے دستور تھے سب تمنے دکھلائے
کس منہ سے مسلمان بنے شرم نہ کچھ آئے — عقبیٰ کی عقیدت کوئی یوں بھول نہ جائے
مطلب ہے فقط حرص و ہوس کذب و دغا سے
یوں بھی نہ پلٹ جائے کوئی عہد وفا سے

دنیا کے طلبگار ہوے دین کو چھوڑا — منہ راستی و نیکی و تقدیس سے موڑا
مضبوط جو رشتہ تھا محبت کا وہ توڑا — زنہار نہ اتراؤ خسارہ نہیں تھوڑا
قانون کو قدرت کے بدلتے نہیں دیکھا
ظالم کو کبھی پھولتے پھلتے نہیں دیکھا

کیا تم یہ سمجھتے ہو مجھے جان ہے پیاری — یا ڈر ہے کہ عترت کی نہو ذلت و خواری
یا پیاسوں کی سن سکتا نہیں نالہ و زاری — بیٹھو بھی نگہبان ہے مری عزت باری
دل میرا قوی ہے کہ بھروسہ ہے خدا پر
مقدور بہت کچھ ہے کہ تکیہ ہے خدا پر

محکم کوئی ہم سا نہیں آئین وفا میں — ہم شکر کیا کرتے ہیں گھر گھر کے بلا میں
پہلا ہے قدم مسلک تسلیم و رضا میں — جو کچھ ہے لٹا دیجئے وہ راہ خدا میں
تعمیر ہے احسان بھی انعام بھی ہم سے
ایمان بھی ہم سے ہے اور اسلام بھی ہم سے

www.emarsiya.com

یاں ہے یہ گمان بیکس و ناچار ہے شبیرؑ — مرنے پہ اسی درجہ سے تیار ہے شبیرؑ
دیکھو گے کہ اس جبر پہ مختار ہے شبیرؑ — بپھرا ہوا ضیغم دم پیکار ہے شبیرؑ
پندار کی بڑھتی ہوئی یہ لے نہ رہیگی
دم بھر میں یہ "مین" اور ہی افسانہ کہیگی

چاہیں تو گیتی مع افلاک الٹ جائے — آتش زدہ کاغذ کیطرح مہر لپٹ جائے
نقطے میں سمائی ہو فضا اتنی سمٹ جائے — تدبیر ہر اک پیٹ پڑے تقدیر پلٹ جائے
محور سے الگ ثابت و سیار رواں ہوں
آثار قیامت کے زمانے میں عیاں ہوں

ہاں تیغ زباں معرکۂ رزم دکھا دے — قرطاس کو آئینۂ جنگاہ بنا دے
یہ ذکرِ وغا خون کا ہیجان بڑھا دے — تلوار کی شب شب دم پیکار سنا دے
دھوکا یہی ہو جائے کہ رن بول رہا ہے
بپھرا ہوا اساونت بزن بول رہا ہے

وہ تیغ اگل آئی وہ کاٹھی گری کٹ کے — اک برق مجسم ہوئی گھونگھٹ کو الٹ کے
لہرا کے گری فوج پہ اس طرح سمٹ کے — ٹکڑے کسی ٹھٹ کے تھے پرخچے کسی ٹھٹ کے
دیوانہ ہوا جسکو اجل نے نہیں تاکا
تلوار تھی یا اسم جلالی تھا خدا کا

اس صف میں در آئی کبھی اس صف میں در آئی — جس سمت گئی فوج کا ستھراؤ کر آئی
پیمانہ ہر اک مرتد و سرکش کا بھر آئی — کندن کی طرح تپنے سے رنگت نکھر آئی
لشکر میں ستمگاروں کے اک لوٹ پڑی تھی
گرمی سے جلے جلتے تھے وہ آنچ کڑی تھی

www.emarsiya.com

دل ہوئے دو ٹکڑوں میں اللہ ری لگاوٹ — چلتا ہوا فقرہ ہے کہ پڑتا ہی نہیں ہٹ
معشوق کے مانند مگر ایک ہی نٹ کھٹ — ملتے ہی گلے خون چڑھا جائے جو غٹ غٹ
انگارے برسنے لگے دیکھا جو پلٹ کے
بہتیرے اسے یاد تھے اس طرح کے لٹکے

دل شوق میں اس طرح دھڑکتے نہیں دیکھا — ساغر کوئی اس طرح چھلکتے نہیں دیکھا
شعلہ کوئی اس طرح بھڑکتے نہیں دیکھا — بجلی کو بھی اس طرح لپکتے نہیں دیکھا
لہراتی تھی بل کھاتی تھی کستی تھی زیادہ
پی پی کے لہو تیغ برستی تھی زیادہ

جب شکل مفر کوئی نہ آنکھوں نظر آئی — بیدین سے لگے دینے محمدؐ کی دہائی
ارشاد ہوا دیکھ لی پیاسے کی لڑائی — احسنت کہا تیغ سے اور پھر نہ اٹھائی
لو گھیر لیا بزدلوں نے شاہ زماں کو
نرغے میں شغالوں نے لیا شیر ژیاں کو

تیغ و تبر و تیر و سناں اور تن شبیرؑ — فرماتے تھے معلوم تو ہو کچھ مری تقصیر
سینہ پہ تھا شمر اور گلا تھا تہِ شمشیر — اُس وقت بھی تھی سجدۂ معبود کی تدبیر
گیا حق کی نگہداشت سے دکھلا گئے شبیرؑ
اسلام کسے کہتے ہیں بتلا گئے شبیرؑ

اللہ رے شوق رخ گلفام شہادت — ہیں لب جاں بخش پہ تھا نام شہادت
محبوب کا پیغام تھا پیغام شہادت — پھر کیوں نہ ہو اس شان سے اتمام شہادت
قاتل کا اگر ہاتھ رکا آنکھ بھر آئی
خنجر نے کمی کی تو رگ جاں اُبھر آئی

(تمام شد)